

دوبلہ پربت مثال کتاب
ہفت روزہ حوالوں سے مہرین

تعداد رکعات

المحقق الصریح فی عدد رکعات التراويح

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمد صاحب ہزاروی علیہ السلام

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ

گرم پارک مصری شاہ لاہور پاکستان

تراویح پر عربی و مثال کتاب
ہندستان کے مولوی سے عربی

تعداد رکعات

الحق الصریح فی عدد رکعات التراويح

از قلم

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمد صاحب ہزاروی

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ

محرم پارک مصری شاہ لاہور پاکستان

ادارہ معارف عثمانیہ

۱۵۵- شاد مغاں لاہور کراچی ۵۴۹۰۰

لام کتاب العقی الصوبیح فی عدد ذکوات الشواہیح
 رئیس العمل حضرت علامہ قاضی غلام محمّد صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
 براء اول
 گیارہ سو (۱۱۰۰)
 ادارہ غوثیہ رحمدیہ لاہور (پاکستان)
 ایصال ثواب بحق امام المناظرین حضرت علامہ غوثی
 محمد اللہ دتہا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 اور
 دعائے خیر بحق معادین ادارہ

فوسٹ

پہ کتاب دو روپے پچاس پیسے ڈاک ٹکٹ بیچ کر مندرجہ ذیل پتہ سے
 مفت حاصل کریں۔



ادارہ غوثیہ رحمدیہ

کوم پادک مصری شاہ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

لاہور پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اس حدیث مبارک کے جملات	۵	۲۴	رابعاً	۱۰
۲	اولاً	۶	۲۵	خامساً	۱۱
۳	ثانیاً	۷	۲۶	تیسرے میں تیسری اور چوتھی	۱۲
۴	ثالثاً	۸	۲۷	کی تصریحات	۱۳
۵	حدیث میں نیکی تہجد پر شواہد	۹	۲۸	اولاً	۱۴
۶	اولاً	۱۰	۲۹	ثانیاً	۱۵
۷	ثانیاً	۱۱	۳۰	غیر متقدّمین کی تیسری دہائی	۱۶
۸	ثالثاً	۱۲	۳۱	اس حدیث مبارک کے جملات	۱۷
۹	تہجد اور تراویح میں فرق	۱۳	۳۲	اولاً	۱۸
۱۰	اولاً	۱۴	۳۳	اولاً ہم ملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۹
۱۱	ثانیاً	۱۵	۳۴	دوم بھی القلان	۲۰
۱۲	ثالثاً	۱۶	۳۵	سوم علیہ الرحمۃ	۲۱
۱۳	رابعاً	۱۷	۳۶	ثانیاً	۲۲
۱۴	خامساً	۱۸	۳۷	اول	۲۳
۱۵	سادساً	۱۹	۳۸	دوم	۲۴
۱۶	سابعاً	۲۰	۳۹	سوم	۲۵
۱۷	ثامناً	۲۱	۴۰	ثالثاً	۲۶
۱۸	تاسعاً	۲۲	۴۱	رابعاً	۲۷
۱۹	عاشر	۲۳	۴۲	خامساً	۲۸
۲۰	غیر متقدّمین کی شہادتیں	۲۴	۴۳	سادساً	۲۹
۲۱	اولاً	۲۵	۴۴	سابعاً	۳۰
۲۲	ثانیاً	۲۶	۴۵	میں تراویح کا ثبوت	۳۱
۲۳	ثالثاً	۲۷	۴۶	اولاً	۳۲

صفحہ	ردیف	عنوان	صفحہ	ردیف
۳۶	۱۳	شم نیا	۲۷	۱۵
۳۷	۱۴	شم نیا	۲۸	۱۶
۳۸	۱۵	شم نیا	۲۹	۱۷
۳۹	۱۶	شم نیا	۳۰	۱۸
۴۰	۱۷	شم نیا	۳۱	۱۹
۴۱	۱۸	شم نیا	۳۲	۲۰
۴۲	۱۹	شم نیا	۳۳	۲۱
۴۳	۲۰	شم نیا	۳۴	۲۲
۴۴	۲۱	شم نیا	۳۵	۲۳
۴۵	۲۲	شم نیا	۳۶	۲۴
۴۶	۲۳	شم نیا	۳۷	۲۵
۴۷	۲۴	شم نیا	۳۸	۲۶
۴۸	۲۵	شم نیا	۳۹	۲۷
۴۹	۲۶	شم نیا	۴۰	۲۸
۵۰	۲۷	شم نیا	۴۱	۲۹
۵۱	۲۸	شم نیا	۴۲	۳۰
۵۲	۲۹	شم نیا	۴۳	۳۱
۵۳	۳۰	شم نیا	۴۴	۳۲
۵۴	۳۱	شم نیا	۴۵	۳۳
۵۵	۳۲	شم نیا	۴۶	۳۴
۵۶	۳۳	شم نیا	۴۷	۳۵
۵۷	۳۴	شم نیا	۴۸	۳۶
۵۸	۳۵	شم نیا	۴۹	۳۷
۵۹	۳۶	شم نیا	۵۰	۳۸
۶۰	۳۷	شم نیا	۵۱	۳۹
۶۱	۳۸	شم نیا	۵۲	۴۰
۶۲	۳۹	شم نیا	۵۳	۴۱
۶۳	۴۰	شم نیا	۵۴	۴۲
۶۴	۴۱	شم نیا	۵۵	۴۳
۶۵	۴۲	شم نیا	۵۶	۴۴
۶۶	۴۳	شم نیا	۵۷	۴۵
۶۷	۴۴	شم نیا	۵۸	۴۶
۶۸	۴۵	شم نیا	۵۹	۴۷
۶۹	۴۶	شم نیا	۶۰	۴۸
۷۰	۴۷	شم نیا	۶۱	۴۹
۷۱	۴۸	شم نیا	۶۲	۵۰
۷۲	۴۹	شم نیا	۶۳	۵۱
۷۳	۵۰	شم نیا	۶۴	۵۲
۷۴	۵۱	شم نیا	۶۵	۵۳
۷۵	۵۲	شم نیا	۶۶	۵۴
۷۶	۵۳	شم نیا	۶۷	۵۵
۷۷	۵۴	شم نیا	۶۸	۵۶
۷۸	۵۵	شم نیا	۶۹	۵۷
۷۹	۵۶	شم نیا	۷۰	۵۸
۸۰	۵۷	شم نیا	۷۱	۵۹
۸۱	۵۸	شم نیا	۷۲	۶۰
۸۲	۵۹	شم نیا	۷۳	۶۱
۸۳	۶۰	شم نیا	۷۴	۶۲
۸۴	۶۱	شم نیا	۷۵	۶۳
۸۵	۶۲	شم نیا	۷۶	۶۴
۸۶	۶۳	شم نیا	۷۷	۶۵
۸۷	۶۴	شم نیا	۷۸	۶۶
۸۸	۶۵	شم نیا	۷۹	۶۷
۸۹	۶۶	شم نیا	۸۰	۶۸
۹۰	۶۷	شم نیا	۸۱	۶۹
۹۱	۶۸	شم نیا	۸۲	۷۰
۹۲	۶۹	شم نیا	۸۳	۷۱
۹۳	۷۰	شم نیا	۸۴	۷۲
۹۴	۷۱	شم نیا	۸۵	۷۳
۹۵	۷۲	شم نیا	۸۶	۷۴
۹۶	۷۳	شم نیا	۸۷	۷۵
۹۷	۷۴	شم نیا	۸۸	۷۶
۹۸	۷۵	شم نیا	۸۹	۷۷
۹۹	۷۶	شم نیا	۹۰	۷۸
۱۰۰	۷۷	شم نیا	۹۱	۷۹
۱۰۱	۷۸	شم نیا	۹۲	۸۰
۱۰۲	۷۹	شم نیا	۹۳	۸۱
۱۰۳	۸۰	شم نیا	۹۴	۸۲
۱۰۴	۸۱	شم نیا	۹۵	۸۳
۱۰۵	۸۲	شم نیا	۹۶	۸۴
۱۰۶	۸۳	شم نیا	۹۷	۸۵
۱۰۷	۸۴	شم نیا	۹۸	۸۶
۱۰۸	۸۵	شم نیا	۹۹	۸۷
۱۰۹	۸۶	شم نیا	۱۰۰	۸۸
۱۱۰	۸۷	شم نیا	۱۰۱	۸۹
۱۱۱	۸۸	شم نیا	۱۰۲	۹۰
۱۱۲	۸۹	شم نیا	۱۰۳	۹۱
۱۱۳	۹۰	شم نیا	۱۰۴	۹۲
۱۱۴	۹۱	شم نیا	۱۰۵	۹۳
۱۱۵	۹۲	شم نیا	۱۰۶	۹۴
۱۱۶	۹۳	شم نیا	۱۰۷	۹۵
۱۱۷	۹۴	شم نیا	۱۰۸	۹۶
۱۱۸	۹۵	شم نیا	۱۰۹	۹۷
۱۱۹	۹۶	شم نیا	۱۱۰	۹۸
۱۲۰	۹۷	شم نیا	۱۱۱	۹۹
۱۲۱	۹۸	شم نیا	۱۱۲	۱۰۰
۱۲۲	۹۹	شم نیا	۱۱۳	۱۰۱
۱۲۳	۱۰۰	شم نیا	۱۱۴	۱۰۲
۱۲۴	۱۰۱	شم نیا	۱۱۵	۱۰۳
۱۲۵	۱۰۲	شم نیا	۱۱۶	۱۰۴
۱۲۶	۱۰۳	شم نیا	۱۱۷	۱۰۵
۱۲۷	۱۰۴	شم نیا	۱۱۸	۱۰۶
۱۲۸	۱۰۵	شم نیا	۱۱۹	۱۰۷
۱۲۹	۱۰۶	شم نیا	۱۲۰	۱۰۸
۱۳۰	۱۰۷	شم نیا	۱۲۱	۱۰۹
۱۳۱	۱۰۸	شم نیا	۱۲۲	۱۱۰
۱۳۲	۱۰۹	شم نیا	۱۲۳	۱۱۱
۱۳۳	۱۱۰	شم نیا	۱۲۴	۱۱۲
۱۳۴	۱۱۱	شم نیا	۱۲۵	۱۱۳
۱۳۵	۱۱۲	شم نیا	۱۲۶	۱۱۴
۱۳۶	۱۱۳	شم نیا	۱۲۷	۱۱۵
۱۳۷	۱۱۴	شم نیا	۱۲۸	۱۱۶
۱۳۸	۱۱۵	شم نیا	۱۲۹	۱۱۷
۱۳۹	۱۱۶	شم نیا	۱۳۰	۱۱۸
۱۴۰	۱۱۷	شم نیا	۱۳۱	۱۱۹
۱۴۱	۱۱۸	شم نیا	۱۳۲	۱۲۰
۱۴۲	۱۱۹	شم نیا	۱۳۳	۱۲۱
۱۴۳	۱۲۰	شم نیا	۱۳۴	۱۲۲
۱۴۴	۱۲۱	شم نیا	۱۳۵	۱۲۳
۱۴۵	۱۲۲	شم نیا	۱۳۶	۱۲۴
۱۴۶	۱۲۳	شم نیا	۱۳۷	۱۲۵
۱۴۷	۱۲۴	شم نیا	۱۳۸	۱۲۶
۱۴۸	۱۲۵	شم نیا	۱۳۹	۱۲۷
۱۴۹	۱۲۶	شم نیا	۱۴۰	۱۲۸
۱۵۰	۱۲۷	شم نیا	۱۴۱	۱۲۹
۱۵۱	۱۲۸	شم نیا	۱۴۲	۱۳۰
۱۵۲	۱۲۹	شم نیا	۱۴۳	۱۳۱
۱۵۳	۱۳۰	شم نیا	۱۴۴	۱۳۲
۱۵۴	۱۳۱	شم نیا	۱۴۵	۱۳۳
۱۵۵	۱۳۲	شم نیا	۱۴۶	۱۳۴
۱۵۶	۱۳۳	شم نیا	۱۴۷	۱۳۵
۱۵۷	۱۳۴	شم نیا	۱۴۸	۱۳۶
۱۵۸	۱۳۵	شم نیا	۱۴۹	۱۳۷
۱۵۹	۱۳۶	شم نیا	۱۵۰	۱۳۸
۱۶۰	۱۳۷	شم نیا	۱۵۱	۱۳۹
۱۶۱	۱۳۸	شم نیا	۱۵۲	۱۴۰
۱۶۲	۱۳۹	شم نیا	۱۵۳	۱۴۱
۱۶۳	۱۴۰	شم نیا	۱۵۴	۱۴۲
۱۶۴	۱۴۱	شم نیا	۱۵۵	۱۴۳
۱۶۵	۱۴۲	شم نیا	۱۵۶	۱۴۴
۱۶۶	۱۴۳	شم نیا	۱۵۷	۱۴۵
۱۶۷	۱۴۴	شم نیا	۱۵۸	۱۴۶
۱۶۸	۱۴۵	شم نیا	۱۵۹	۱۴۷
۱۶۹	۱۴۶	شم نیا	۱۶۰	۱۴۸
۱۷۰	۱۴۷	شم نیا	۱۶۱	۱۴۹
۱۷۱	۱۴۸	شم نیا	۱۶۲	۱۵۰
۱۷۲	۱۴۹	شم نیا	۱۶۳	۱۵۱
۱۷۳	۱۵۰	شم نیا	۱۶۴	۱۵۲
۱۷۴	۱۵۱	شم نیا	۱۶۵	۱۵۳
۱۷۵	۱۵۲	شم نیا	۱۶۶	۱۵۴
۱۷۶	۱۵۳	شم نیا	۱۶۷	۱۵۵
۱۷۷	۱۵۴	شم نیا	۱۶۸	۱۵۶
۱۷۸	۱۵۵	شم نیا	۱۶۹	۱۵۷
۱۷۹	۱۵۶	شم نیا	۱۷۰	۱۵۸
۱۸۰	۱۵۷	شم نیا	۱۷۱	۱۵۹
۱۸۱	۱۵۸	شم نیا	۱۷۲	۱۶۰
۱۸۲	۱۵۹	شم نیا	۱۷۳	۱۶۱
۱۸۳	۱۶۰	شم نیا	۱۷۴	۱۶۲
۱۸۴	۱۶۱	شم نیا	۱۷۵	۱۶۳
۱۸۵	۱۶۲	شم نیا	۱۷۶	۱۶۴
۱۸۶	۱۶۳	شم نیا	۱۷۷	۱۶۵
۱۸۷	۱۶۴	شم نیا	۱۷۸	۱۶۶
۱۸۸	۱۶۵	شم نیا	۱۷۹	۱۶۷
۱۸۹	۱۶۶	شم نیا	۱۸۰	۱۶۸
۱۹۰	۱۶۷	شم نیا	۱۸۱	۱۶۹
۱۹۱	۱۶۸	شم نیا	۱۸۲	۱۷۰
۱۹۲	۱۶۹	شم نیا	۱۸۳	۱۷۱
۱۹۳	۱۷۰	شم نیا	۱۸۴	۱۷۲
۱۹۴	۱۷۱	شم نیا	۱۸۵	۱۷۳
۱۹۵	۱۷۲	شم نیا	۱۸۶	۱۷۴
۱۹۶	۱۷۳	شم نیا	۱۸۷	۱۷۵
۱۹۷	۱۷۴	شم نیا	۱۸۸	۱۷۶
۱۹۸	۱۷۵	شم نیا	۱۸۹	۱۷۷
۱۹۹	۱۷۶	شم نیا	۱۹۰	۱۷۸
۲۰۰	۱۷۷	شم نیا	۱۹۱	۱۷۹
۲۰۱	۱۷۸	شم نیا	۱۹۲	۱۸۰
۲۰۲	۱۷۹	شم نیا	۱۹۳	۱۸۱
۲۰۳	۱۸۰	شم نیا	۱۹۴	۱۸۲
۲۰۴	۱۸۱	شم نیا	۱۹۵	۱۸۳
۲۰۵	۱۸۲	شم نیا	۱۹۶	۱۸۴
۲۰۶	۱۸۳	شم نیا	۱۹۷	۱۸۵
۲۰۷	۱۸۴	شم نیا	۱۹۸	۱۸۶
۲۰۸	۱۸۵	شم نیا	۱۹۹	۱۸۷
۲۰۹	۱۸۶	شم نیا	۲۰۰	۱۸۸
۲۱۰	۱۸۷	شم نیا	۲۰۱	۱۸۹
۲۱۱	۱۸۸	شم نیا	۲۰۲	۱۹۰
۲۱۲	۱۸۹	شم نیا	۲۰۳	۱۹۱
۲۱۳	۱۹۰	شم نیا	۲۰۴	۱۹۲
۲۱۴	۱۹۱	شم نیا	۲۰۵	۱۹۳
۲۱۵	۱۹۲	شم نیا	۲۰۶	۱۹۴
۲۱۶	۱۹۳	شم نیا	۲۰۷	۱۹۵
۲۱۷	۱۹۴	شم نیا	۲۰۸	۱۹۶
۲۱۸	۱۹۵	شم نیا	۲۰۹	۱۹۷
۲۱۹	۱۹۶	شم نیا	۲۱۰	۱۹۸
۲۲۰	۱۹۷	شم نیا	۲۱۱	۱۹۹
۲۲۱	۱۹۸	شم نیا	۲۱۲	۲۰۰
۲۲۲	۱۹۹	شم نیا	۲۱۳	۲۰۱
۲۲۳	۲۰۰	شم نیا	۲۱۴	۲۰۲
۲۲۴	۲۰۱	شم نیا	۲۱۵	۲۰۳
۲۲۵	۲۰۲	شم نیا	۲۱۶	۲۰۴
۲۲۶	۲۰۳	شم نیا	۲۱۷	۲۰۵
۲۲۷	۲۰۴	شم نیا	۲۱۸	۲۰۶
۲۲۸	۲۰۵	شم نیا	۲۱۹	۲۰۷
۲۲۹	۲۰۶	شم نیا	۲۲۰	۲۰۸
۲۳۰	۲۰۷	شم نیا	۲۲۱	۲۰۹
۲۳۱	۲۰۸	شم نیا	۲۲۲	۲۱۰
۲۳۲	۲۰۹	شم نیا	۲۲۳	۲۱۱
۲۳۳	۲۱۰	شم نیا	۲۲۴	۲۱۲
۲۳۴	۲۱۱	شم نیا	۲۲۵	۲۱۳
۲۳۵	۲۱۲	شم نیا	۲۲۶	۲۱۴
۲۳۶	۲۱۳	شم نیا	۲۲۷	۲۱۵
۲۳۷	۲۱۴	شم نیا	۲۲۸	۲۱۶
۲۳۸	۲۱۵	شم نیا	۲۲۹	۲۱۷
۲۳۹	۲۱۶	شم نیا	۲۳۰	۲۱۸
۲۴۰	۲۱۷	شم نیا	۲۳۱	۲۱۹
۲۴۱	۲۱۸	شم نیا	۲۳۲	۲۲۰
۲۴۲	۲۱۹	شم نیا	۲۳۳	۲۲۱
۲۴۳	۲۲۰	شم نیا	۲۳۴	۲۲۲
۲۴۴	۲۲۱	شم نیا	۲۳۵	۲۲۳
۲۴۵	۲۲۲	شم نیا	۲۳۶	۲۲۴
۲۴۶	۲۲۳	شم نیا	۲۳۷	۲۲۵
۲۴۷	۲۲۴	شم نیا	۲۳۸	۲۲۶
۲۴۸	۲۲۵	شم نیا	۲۳۹	۲۲۷
۲۴۹	۲۲۶	شم نیا	۲۴۰	۲۲۸
۲۵۰	۲۲۷	شم نیا	۲۴۱	۲۲۹
۲۵۱	۲۲۸	شم نیا	۲۴۲	۲۳۰
۲۵۲	۲۲۹	شم نیا	۲۴۳	۲۳۱
۲۵۳	۲۳۰	شم نیا	۲۴۴	۲۳۲
۲۵۴	۲۳۱	شم نیا	۲۴۵	۲۳۳
۲۵۵	۲۳۲	شم نیا	۲۴۶	۲۳۴
۲۵۶	۲۳۳	شم نیا	۲۴۷	۲۳۵
۲۵۷	۲۳۴	شم نیا	۲۴۸	۲۳۶
۲۵۸	۲۳۵	شم نیا	۲۴۹	۲۳۷

اس حدیث مبارک کے جوابات

اولاً :- اس حدیث میں اضطراب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال تمام نہیں قال
العلی نقضت روایات عائذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علی کثیر من اهل العلم
حتی سلب بعضهم حدیثہا الخ الاضطراب منہ یعنی امام فریق نے کہا کہ حضرت
عائذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات زیادہ اہل علم کے نزدیک اضطراب ہیں۔

ثانیاً :- حدیث عائذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تیرہ رکعات کی روایت بھی
اس کی وجہ سے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفیع اضطراب
کی روایت بیان فرماتے ہیں۔ والعتباب ان کل شئ ذکرہ من ذالک بحول
من اوقات متعدده و احوال مختلفه بلکہ یعنی صحیح ہے کہ جس چیز کا ذکر کیا
گیا وہ اوقات متعددہ اور احوال مختلفہ پر محمول ہے۔

اس سے غیر معتدین کا اکثر رکعات میں تراویح کا اختصار اور اس سے زیادہ کے
عدم ثبوت کا دعویٰ باطل ہو گیا۔ بلکہ مولوی عبد الرحمن صاحب مبارک پوری غیر معتدہ خود سمجھتے
ہیں کہ "اللہ قد ثبت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان قد یصلی
ثلاث عشرۃ رکعۃ سوئی رکعتی الفجر" اللہ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے یہ ثابت ہے کہ آپ صبح کی سنتوں کے علاوہ تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔

عزیم کہ اس حدیث میں اضطراب یا اکثر رکعات ہیں عدم اختصار میں سے کوئی ایک امر
مذکور تسلیم کرنا پڑے گا۔

ثالثاً :- اس حدیث مبارک سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سلام
سے چار چار رکعات اور آخر میں ایک سلام سے تین رکعات و تراویح فرماتے تھے۔

لہ :- فتح الباری شرح بخاری از علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد ۳ ص ۱۷۰۔

لہ :- ایضاً جلد ۳ ص ۱۷۰۔ لہ :- تحفۃ الخواری جلد ۲ ص ۱۷۰۔

چنانچہ غیر معتدین کا عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ تراویح دو دو رکعت پڑھتے ہیں اور
وتر کی ایک ہی رکعت یا تین رکعت دو سلام سے پڑھتے ہیں۔ لہذا جو حدیث خود معتدین
کے ہاں معتدوک العمل ہے اس سے استدلال صحیح نہیں۔
رابعاً :- حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث مبارک تنجید سے منقول ہے اس میں تراویح کا بیان
نہیں۔ ذیل میں اس پر چند قرائن ذکر کیے جاتے ہیں۔

حدیث میں بیان تنجید پر شواہد

اولاً :- حدیث مبارک کے الفاظ "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید
فی رمضان ولا فی غیرہ" بتا رہے ہیں کہ سوال میں ایسی نماز سے متعلق تھا جو پورا
سال پڑھی جاتی تھی سوال میں خاص رمضان کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ دوسری روایات
سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف میں زیادہ نماز
پڑھتے تھے لہذا سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ اس لیے سائل کو خیال ہوا کہ شاید رمضان
شریف میں تنجید کی رکعات بھی زیادہ پڑھتے ہوں۔

ثانیاً :- اس حدیث مبارک کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ فقالت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا۔ فقالت یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انتام قبل
ان تقوم؟ تراویح میں یہ بعید ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر سے قبل سو جاتے
ہوں۔

ثالثاً :- محدثین غلام رحمہم اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارک کو تراویح اور رکعات تراویح کی بجائے تنجید
سے متعلقہ ابراہ میں ذکر فرماتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری میں ملحد رحمہ ذیل ابراہ میں ہے۔

① باب ما جاء في الوضوء جلد ۱ ص ۱۳۵۔

② باب قيام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره جلد ۱ ص ۱۵۲۔

③ باب فضل من قام رمضان جلد ۱ ص ۲۶۹۔

④ باب ما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يفتي ولا قيام قلبه جلد ۱ ص ۲۷۰۔

پہلی جگہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: "حَتَّىٰ يُقْبَلَ اِحْدَىٰ عَشْرَةَ ذِكْرًا كُنْتَ تَلْكَ حَلَالًا مِّنَ الْغَنَىٰ وَالْفَيْسِلِ لِيَسْجُدَ السَّجْدَةَ ثُمَّ ذَاكَ فَتَقْدُمَا بِقَوْلِ اَحَدِكُمَا حَتَّىٰ يَرْجِعَ اِلَيْكَ" یعنی اسکی مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کے پاس پہنچنے کی دعا تھی۔ آپ خود کہتے تھے اتنی دیر تک کہ میں نے کوئی شخص ان کے سامنے سے پہنچا اس آیتیں پڑھ سکے۔
 - حدیث احمد بن حنبلہ کی روایت سے کہ ہم نے اس باب سے تشریح شروع کرنا شروع کی۔
 - حدیث احمد بن حنبلہ کی روایت سے کہ ہم نے اس باب سے تشریح شروع کرنا شروع کی۔

دوسرے باب میں قیام اللیل فی رمضان کے الفاظ ہیں اور قیام اللیل تہجد کہہ جاتا ہے۔ پھر رمضان کے ساتھ دوسرے کے اضافے میں ہر وقت کی دعا ہے کہ تہجد ہی لازم ہے۔

تیسرے باب میں بھی عدد رکعات کا بیان مقصود نہیں بلکہ بیان فعل مقصود ہے۔
 چوتھے باب میں بھی رقم قبل الوتر کا بیان مقصود ہے۔ نہ کہ عدد رکعات نیز رقم قبل الوتر متعلق دلیل ہے کہ یہاں نماز تہجد شروع ہوا ہے۔ گامز۔

تہجد و تراویح میں فرق

اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے یعنی غیر مقلد کہتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے۔ ان کا یہ خیال وجہ ذیل سے باطل ہے۔
 اولاً :- تہجد میں تداوی جائز نہیں اور تراویح میں تداوی ہوتی ہے۔
 ثانیاً :- تراویح کا وقت قبل التزم ہے جبکہ تہجد کا وقت متین نہیں البتہ افضل وقت بعد التزم ہے۔

ثالثاً :- محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے تہجد اور تراویح ہر ایک کا باب جدا رکھا ہے۔
 کتب صیغہ الامام مسلم و جۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ صریحاً علم کے ابواب اگرچہ مخصوصاً مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم نہیں فرمائے۔ مگر احادیث کی ترتیب اور مشابہت روایات کو ایک

جگہ تہجد کو تراویح کے ساتھ رکھا ہے۔ نیز تراویح لکھنے والے بھی امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم پر شاگرد اور مشہور محدثین میں سے ہیں۔
 راغبنا :- نماز تہجد پہلے فرض تھی۔ اس کے بعد وحی الہی نے اس کی فرضیت منسوخ کر دی اب دوبارہ فرضیت کا نظریہ سزاوارحانہ طور پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام میں پروردگار کی حکمت شریفہ فرضیت بیان فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ قیام میں تہجد سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ تہجد کی فرضیت اگر پہلے ہی منسوخ نہ کی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ضمن میں فرما دیتا۔

خامساً :- تہجد کا حکم قرآن کریم میں ہے: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُجِّدْ لَهُمُ الْعِلَاقُ لَكَ عَلِيمٌ اَنْ يُّبْعَثَكَ ذُوْكَرًا مَّقَامًا مَّحْمُوْدًا"۔
 پھر ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جُزِئْكَ مِنَ الْعِلَاقِ اِنَّ ذٰلِكَ لَفِيْ عِلْمِیْ"۔

پھر فرمایا: "اِنَّ ذٰلِكَ عَلَیْكَ ذَرِّیُّ الْقُرْآنِ تَرْجُمَہُ"۔
 میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "سُجِّدْتُ لَكُمْ قِيَامًا"۔
 حکم وحی غیر منسوخ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تہجد کے علاوہ ہے۔ اس میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ حکم کا عملی طریقہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث مبارکہ میں بصورت تقابل ارشاد ہے: "اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَیْكُمْ وَسُجَّدَتُكُمْ قِيَامًا"۔
 یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرض کیا کہ تم پر رمضان المبارک کے روزے اور اس کا قیام (تراویح) تم پر سنت کیا۔

حالانکہ صوم رمضان کا عملی طریقہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی بیان فرمایا ہے۔ لہذا صورت تقابل سے ثابت ہوا کہ حکم صوم وحی مشرک سے ہے اور حکم تراویح وحی

صلوہ :- پ ۵۱۱، ص ۴۹۔ صلوہ پ ۲۱، ص ۳۳۔ صلوہ پ ۲۱، ص ۳۳۔ پ ۲۱، ص ۳۳۔
 صلوہ :- ص ۳۳، ص ۳۳۔ صلوہ پ ۲۱، ص ۳۳۔ صلوہ پ ۲۱، ص ۳۳۔

غیر مقلدین کے

سادہ سا۔ حدیث شریف میں تراویح کا نام "قیام رمضان" مستقل دلیل ہے کہ یہ تہجد سے الگ ہے۔ کیونکہ تہجد رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں۔
 سابعاً۔ تہجد کا حکم قرآن مجید میں ہوا۔ اور تراویح کا مدنیہ طبع پہنچنے کے بعد۔
 ثامناً۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "مفتیح" میں ہے۔ "تتم تراویح وحی عشرون رکعة یقوم بها الخ" رمضان فی جماعۃ و یومئذ بعد ہا فی الجماعۃ فان کان لک تصحۃ" یہ تو بعد ۲۰ رکعات پھر نماز تراویح ہے اور اسی میں رکعتیں ہیں جنکو رمضان میں جماعت کیساتھ ادا کیا جائیگا۔ اور اگرچہ بعد و تر جماعت کیساتھ پڑھیں لیکن اگر کسی نے نماز بھی ادا کر لی تو وہ نماز اس کے بعد پڑھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تہجد اور تراویح کو متغایر سمجھتے تھے۔
 ۳۔ سابعاً۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ ابتداء شب میں اپنے شاگردوں کے ساتھ باجماعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور اس میں ایک بار قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ اور پورے سحر تہجد انفراداً پڑھتے تھے۔
 عاشراً۔ تہجد کی معین رکعات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں یعنی مع انہ زبیرہ سے زیادہ تیرہ اور کم سے کم سات۔ اور تراویح سے متعلق خود غیر مقلدین کی شہادتیں ہیں کہ ان کا کوئی معین عدد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

غیر مقلدین کی شہادتیں

أولاً۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں "ومن ظن ان قیام رمضان فیہ عدد موقت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزاد ولا ینقص منہ فقد اخطأ" یعنی جس نے یہ خیال کیا کہ نماز تراویح کا کوئی عدد معین رکعات کی تعداد معین و مقرر ہے تو اس کی یہ بات

۱۔ ۱۸۴۔ ۲۔ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ ص ۴۰۱۔

غلط ہے۔

ثانیاً۔ غیر مقلدین کے پیشواؤں میں سے علامہ شرنکافی لکھتے ہیں۔ "والحاصل الذی دللت علیہ احادیث الباب وما یشتبعھا من مشروقیۃ القیام فی رمضان والتسلیۃ فی جماعتہ وفرادی فقصر التسلیۃ المستقامۃ بالتراویح علی عدد معین وتخصیصھا بالقرآن مخصصہ کم ترکہ بہ سنة" اسے یعنی تراویح کے باب میں مروی احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رمضان میں تراویح پڑھنی ہمارے جماعت کے ساتھ یا اکیلے اپنی رہی یہ بات کہ اس کی معین تعداد کتنی ہے۔ اور اس میں کتنی رکعات کی جائے تو اس بارے میں سنت نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کچھ ثابت نہیں ہے۔
 ثالثاً۔ غیر مقلدین کے مشہور محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں "ولا یصحیح الصلوۃ لیلۃ رمضان" اسے یعنی نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد کوئی معین نہیں ہے۔
 رابعاً۔ حضرات غیر مقلدین کے پیشوا ابوالخیر میر نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں "وبالجمیع عددے معین در مرفوع نیامد" اسے یعنی نماز تراویح کی رکعات کی معین تعداد کا ذکر کسی حدیث مرفوعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے۔

خامساً۔ غیر مقلدین کے پیشوا اب مدینی حسن خاں صاحب لکھتے ہیں "ان الصلوۃ التواویح سنة باصلھا لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاھا فی لیلۃ ثم ترکھا مشفقۃ علی الامۃ ان لا تعجب علی العامة ولا یحسبوا واجبۃ ولم یأت تعین العدد فی الروایات الصحیحۃ المرفوعۃ لکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ رواہ مسلم ان عددھا اکثر من ۲۰" یعنی نماز تراویح اپنی اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ ۱۔ نیل الاوطار جلد ۱ ص ۴۶۔ ۲۔ نزکی الابراہیم جلد ۱ ص ۱۲۶۔
 ۳۔ ۱۔ العرف الجاوی ص ۵۳۔ ۲۔ الاستقار الرجیح ص ۵۴۔

دوم بحی القطان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور عقیقہ داری پر لوگوں کو جمع کیا پس وہ دونوں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

سوم عبد العزیز بن محمد | ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے امام شافعی اور حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سوا دوسرے محدثین نے اس حدیث میں اکیس رکعتیں روایت کی ہیں اور یہی صحیح ہے اور میرے نزدیک اغلب یہ ہے کہ گیارہ رکعت کا قول درست ہے۔

ساب بن یزید کے دو شاگرد ہیں یوسف اور یزید بن خصیفہ۔ محمد بن یوسف کا شاگرد اختلاف اور بیان ہوا ہے کہ ان کے پانچوں شاگردوں سے مختلف متن روایت کرتے ہیں حافظ ابن عبد البر نے اکیس رکعت کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اب یزید بن خصیفہ کی بیس رکعت والی روایت کی وجہ قوت ظاہر ہوں۔

اول: بہیقی نے سنن کبریٰ جلد دوم ص ۳۹۷ میں اس روایت کو سنن ابی الذئب عن یزید بن خصیفہ نقل کیا ہے۔

دوم:۔ اور یہی روایت بہیقی نے معرفۃ السنن والامثار میں محمد بن جعفر عن یزید بن خصیفہ ذکر کی ہے۔

سوم: جبکہ حافظ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی نسبت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کی ہے اور صحابہ: "اخرجہ البہیقی وسندہ صحیح وعزادہ حافظ فی الفتح الح مالک ایضاً"۔

عزیز بن یزید کے دونوں شاگرد متفق ہیں ان میں محمد بن یوسف کے شاگردوں کی طرح اختلاف نہیں پہلی سند کی تمام نووی، امام سیوطی اور امام عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی تصحیح کی ہے۔

ملک: التلیق الحسن نقلاً عن الزرقانی فی شرح المؤطا جلد ۲ ص ۵۵۔ ملکہ: الاستیعاب جلد ۲ ص ۲۱۹۔
ملکہ: ارشاد السامی الزمخشری فی تحفۃ الانبیاء ص ۱۹۹۔ تحفۃ الخواص جلد ۲ ص ۵۵۔

جبکہ دوسری سند کو امام سبکی نے شرح المنہاج میں اور علی قاری نے شرح منہاج میں صریح قرار دیا ہے۔

مثلاً: یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری صحیح اور قوی روایات کے خلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس رکعت کی مزید قوی سند و روایت ہم آجے ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والجاء بخلاف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو قابل عمل نہیں کہا اسی لیے وہ اسے رکعت تراویح کے قابل نہ سمجھتے۔

خامساً: خود اپنی مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہیں۔

سادساً: اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا ہوتا تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ومن بعدهم سے بھی اس قسم کی روایت یا اس پر عمل متفق ہوتا۔ مگر ایسی کوئی بھی روایت نہیں۔

سابعاً: ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولاً دستور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف آٹھ رکعت کی روایت پہنچی ہو اس لیے یہ حکم دیا ہو بعد میں بیس رکعت کی روایت معلوم ہوئی تو اس کا حکم نافذ فرمایا۔

بیس تراویح کا ثبوت

اولاً: قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ۔

ثانیاً: وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملکہ: تحفۃ الخواص جلد ۲ ص ۵۵۔ ملکہ: مؤطا فتح الباری جلد ۴ ص ۲۱۹۔

ملکہ: رواہ مسلم

اذا دخل شهر رمضان مشد جيزاً رة فتم لم يات فواشدة حتى يسلع و
استاد حسن سلم

ثم انما رة و عنها رضى الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم
اذا دخل العشر مشد جيزاً رة واحلى ليله واليقط اهللة اخذ حية ابنه
راجا رة و عنها رضى الله تعالى عنها قالت كان اذا دخل رمضان تغتير
نومته و كثرت صلاته و اقبل في الدعاء و اشفق لومته
كذا في العزير جلد مث مث

احادیث مبارکہ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان
میں زیادہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور یہ اشمال کہ اکثر رکعت میں رات گزار دیتے تھے۔
بہت پیچیدہ ہے، کیونکہ اس صورت میں نفل قیام کی مشقت شدیدہ ہے اور آخری حدیث
میں فقہ طالت صلوٰۃ جب کا ترجمہ ہے: آپ کی نماز لمبی ہوا کرتی تھی، کی بجائے
کثرت صلاتہ جس کا ترجمہ ہے: آپ کی نماز زیادہ ہوجاتی تھی یعنی بہ نسبت غیر
رمضان کے زیادہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس میں تین دلیل ہے کہ رکعات میں زیادتی فراد
ہے۔ نواب صدیق حسن خان بمبائی غیر مقلد لکھتا ہے: ”یعلم من حدیث کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتمد فی رمضان ما لا یجتمد
فی غیرہ“ لا مسلم ان عدد ہا کثیراً

مذکور روایات سے اکثر رکعتوں سے زیادتی ثابت ہوئی، اگرچہ بیس کا تعین
نہیں اور ذیل کی روایات میں ۲۰ ہیں کا تعین ہے۔

خامساً عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یحسلی فی رمضان عشرين رکعة والوقت اخذ حية ابن ابی شیبہ

۱۔ رواہ البیہقی فی شعیب الایمان۔ ۲۔ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۳۴۔

۳۔ الاستقار الریح ص ۱۶۔

فی حقیقہ و البخوی فی مقبلہ و الطبرانی فی الکبیر لہ و البیہقی فی
مسننہ سلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور
وتر پڑھا کرتے تھے۔

صاحب فتح القدیر اور دیگر بعض مصنفین کا اس حدیث مبارکہ کو راوی ابراہیم بن
یحییٰ کی وجہ سے ضعیف کہنا مجروحہ ذیل صحیح نہیں۔

اول: مختلف محدثین نے اس کی تشریح کی ہے: قال ابی نعیم حدیث لہ احادیث
صالحہ و موخیر من ابراہیم بن ابی حنیفہ و قال ابن ابی شیبہ و قال ابن ابی عمیر
و کان علی کتابہ ایام کان قاضیاً ما قضی علی الناس و جعل یحسلی فی
رمضان عدل فی قضائہ منہ سلم

اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان ابراہیم بن حنیفہ سے زیادہ فقہ میں صالح
ابراہیم بن حنیفہ بھی فقہ اور مشن القدریت ہیں۔ نقل عثمان السدوسی عن یحییٰ
بن سعید بن ابی نعیم قال شیخ ثقہ کثیر کذا فی اللسان جلد ۱ ص ۳۵۔
عبد ابراہیم بن حنیفہ فقہ ہیں کہ ابراہیم بن عثمان بطریق اولیٰ فقہ ثابت ہوئے۔ پر یہی دلیل
کی تبدیل بہت وزن رکھتی ہے کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ الاساتذہ
نہایت فقہ اور حافظ ہیں۔ نیز یہ ابراہیم کے حالات سے بہ نسبت غار حنین کے زیادہ
باخبر ہیں اس لیے کہ یہ یہ ان کے فکر میں محو رہتے۔

دوم: ضعیف حدیث کی صحت پر جب قرائن موجود ہوں تو یہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔
اس پر سند بر ذیل شواہد ہیں۔

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰: و خود ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ لکھا ہے: اور مثال میں بیان کیا ہے۔
کہ ”ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ”مقلد شافعی و نفع الکلب“ اس پر قرینہ
ہے کہ اس بارہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت صحیح ہے سلم

۱۔ التلخیص الحسن جلد ۱ ص ۵۔ ۲۔ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۴۵۔

۳۔ فتح القدیر جلد ۱ ص ۵۵۔

عنه و فيه ايضا والحاصل ان غير المرفوع او المرفوع المرفوع
في التثنية عن مرفوع آخر قد يقدم على دليلها اذا افتقرت بقتراسن
فقد انه صحيح عنه عليه الصلاة والسلام مستقر عليه
عنه الحديث لم يزل عندنا في رتبة الله تعالى عليه نفيت سجده اس من قول صحابي مؤلف
مؤلفه في ثبوت ثبوت اس في ابن جهم رتبة الله تعالى عليه في تسريحه في
اس وقول الترمذي في العمل عليه عند العمل العلم يقتضي ضلوه
وان ضعف ختمه من هذا الطريق

الحديث في حديثه في هذا ما انكر بالعلم في ضعيف لم يزل في ترتيبه في
چاره دواتي صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور میں بعد ہر ساری اُمت کا جامع اس حدیث
کی صحت پر محبت ہیں۔ بلکہ مؤلفی ثناء اللہ امر سہو غیر فقلہ ثناء و اطراف گرا ہے کہ بعض
ضعیف ایسے ہیں جو اُمت کی عقلی یا عقل سے رفع ہو گئے ہیں۔ ہر سہ اور پھر آخر رکعات
والی حدیث میں ہی تو منظر اب ہے یعنی البسملہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں چار رکعت
سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت عمرو بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔
پھر جب صبح کی اذان سننے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ رواہ البخاری

سأولنا عليكم بسنتي وسنتي خلفاء الراشدين الصوفيين بسنتي
ابتعاد عن صلتها عليها بالسواجد

اس حدیث مبارکہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت کے اتباع کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ پس جو امر خلفاء راشدین

سنة ۱۰ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۵۰
سنة ۱۱ مطہر المبدیہ ۱۹ پرین سنہ ۱۲۰۰
سنة ۱۲ فتح الباری جلد ۲ ص ۱۰۰
سنة ۱۳ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ

کے عمل سے ثابت ہوگا۔ وہ ممکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارکہ سے
ابت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تاویر یہ قرار پاتے گا۔ پس اگر ہم
حالت تراویح کا ثبوت خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ بھی ہو تاویح اس
حدیث مبارکہ سے ہیں رکعات کا حکم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہوا
میں رکعات تراویح پر اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم

حدیث ۱۰۔ عن انس بن مالک یزید قال کنا نقوم من ذین حمز بن
الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعة والموتور رواه البيهقي في
المرقاة و صحیحہ السبکی فی شرح المنہاج یعنی راوی کہتے ہیں کہ ہم سب
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیس رکعات تراویح پڑھا
کرتے تھے۔

حدیث ۱۱۔ وفي لفظ له من طريق آخر قال كانوا يقيمون على
عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی شہر رمضان بعشرین
رکعة وقال كانوا يقرءون بالمستبين وكانوا يقرءون على عصمهم في عهد
عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ من يشق له القيام فيصلي في الصلاة
حدیث ۱۲۔ عن یحییٰ بن سعید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر رجله يصلي
بهم عشرین رکعة۔ رواه ابوسکرا بن ابی شیبہ فی مصنفه واستاد
موسى قاضی

حدیث ۱۳۔ عن عبد العزيز بن رفيع قال كان أبي بن كعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
يقال عنه يصلي بالناس في رمضان بالمد يئسته عشرین رکعة

سنة ۱۰ التلخيص المن جلد ۲ ص ۱۵۰
سنة ۱۱ التلخيص المن جلد ۲ ص ۱۵۰
سنة ۱۲ آثار السنن جلد ۲ ص ۱۵۰

بوكر بن شاذل اخو حبة ابو بكر ابن شيبه في نسخة واحدة مسند
شوري ١٠٠ هـ

حديث ١٠٠ هـ عن ابي الحسن وان علي بن ابي طالب رضي الله تعالى
عنه اسود وجهه ليصلي بالناس خمس ترويحات عشرون ركعة ورواه
البهيقي في نسخة واحدة

يعني حضرت علي رضي الله تعالى عنه في كل خمس ترويحات
ركعت ترويحات

حديث ١٠١ هـ اخبرني البهيقي روايته ابي عبد الرحمن السلمي عن
علي رضي الله تعالى عنه

حديث ١٠٢ هـ عن شيبه بن شاذل وكان من اصحاب علي رضي الله
تعالى عنه انه كان اوقم في رمضان بعشرين ركعة والوتر ثلثا
وفي ذلك قوله

حديث ١٠٣ هـ عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس يقومون
في ذى الحجة بين الخطاب رضي الله تعالى عنه في رمضان
ثلاثا وعشرين ركعة رواه مالك واسناده صحيح مسند
حديث ١٠٤ هـ عن عطاء قال اذ كنت بالناس وهم يعملون ثلثا وعشرين
ركعة بالوتر ابو بكر ابن شيبه واسناده حسن

حديث ١٠٥ هـ عن ابي الطيب قال كان يؤتمن يد بن عقلة في
رمضان فيصلي خمس ترويحات عشرين ركعة واسناده حسن

١٠٥ هـ - انكار السنن جلد ٢ ص ٥٥
١٠٥ هـ - مسند جلد ٢ ص ٢٩٩
١٠٥ هـ - ايضا

حديث ١٠٦ هـ عن نافع بن عمر قال كان ابن ابي مليكة يصلي
في ربيعان عشرون ركعة ابن ابي شيبه واسناده حسن
حديث ١٠٧ هـ عن سعيد بن عبيد ان علي بن ربيعة كان يعمل
بهم في رمضان خمس ترويحات والوتر ثلثا ابن ابي شيبه واسناده
حسن

حديث ١٠٨ هـ قال محمد بن كعب القرظي كان الناس يعملون في زمان
عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه في رمضان عشرون ركعة يعطون
فيها القراما ويوترون بثلاث ركعة

حديث ١٠٩ هـ قال الاعشى كان رعيه الله بين مسعود رضي الله تعالى عنه
يعمل عشرون ركعة ويوتر بثلاث ركعة

حديث ١١٠ هـ قال الحافظ ابن قدامة في المغني والاختار عنه في عبادته
رحمة الله فيها عشرون ركعة وبهذا قال الشوري والوحشيته والشافعي
وقال مالك مائة وثلاثون وزعم انه الامور القديمة وتلقى بعمل اصل
المدنيته في ذلك صانعا موافقا لما قال انه كان الناس يقولون يا حذافي
واربعين ركعة يوترون منها بخمس وثلاثون عمر رضي الله تعالى عنه
لما جمع الناس على ابي ميسر كعبا رضي الله تعالى عنه كان يعمل بهم عشرين
ركعة رواه ابو داود ورواه السائب بن يزيد ورواه عنه عنه صرف
وروي مالك عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في ذى
الحجة وعمر رضي الله تعالى عنه في رمضان ثلثا وعشرين ركعة وهذا
لا يجمع وامامنا داود صاحب خان صاحب صغير ثم لا يردى من
الناس الذين خيرو عنهم فلعنه فقد ادرك جماعة من الناس

١٠٥ هـ - قيام الليل - ١١٠ هـ - ايضا

ہوئے تھے میں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں کو انہیں رکعتیں
یعنی چالیس تراویح اور تین و تراویح میں تیس رکعتیں یعنی تیس تراویح اور تین و تراویح
وہی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ پیش سے کم نہ ہونے پر صحابہ کرام اور من بعدہم کا اجماع
ہے۔ یہاں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اہل امامیہ کی ساری روایات اس کی باطلی پر مبنی ہیں
ہے۔ پیش سے زیادہ کا قول بعض نے لیا ہے۔ لیکن اس سے کم کا کوئی بھی قائل نہیں رہا۔ روایت
مذکورہ میں بعض مراسیل ہیں۔ باوجود کثرت روایات کے یہم فائدہ کی غرض سے قدرے توضیح
کی جاتی ہے۔

بجۃ المرسل

بجۃ المرسل کے الفاظ میں امام ابوہریرہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متفق ہیں اگرچہ
امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی قول انہار ہے۔ مگر ان کا راجع قول نجات کا ہے۔ ابو داؤد
اور ابن جریر نے امام شافعی سے قبل بحیثیت مرسل پر تمام اسلاف کا اجماع نقل کیا ہے۔ جبکہ
پیش امام شافعی نے اس کا انکار کیا ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے اجماع نقل کر کے اسے ساقط کر دیا
کی بہت کوشش کی ہے۔ مگر برقی شکل سے پانچ نام پیش کر کے ہے۔

علاوہ ازیں جب کسی مرسل کی تائید کسی دوسری مستقل روایت مستند مرسل سے ہوتی
ہے تو یہ مرسل امام شافعی کے ہاں بھی مقبول ہے۔ "قال المصنف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)
وقال ابن حجر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یقبل اذا اعتد بہ عیشہ من وجہ
آخر بہ من طریق الاذی مستند کان او مرسل"۔

بلکہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا انصاری فرماتے ہیں کہ فرس کا مؤید خواہ ضعیف ہی ہو تو
بھی قبول کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ یزید بن رومان کی روایت مرسل والکوفۃ اللہ تعالیٰ

۱۔ در مقدمہ فتح العلم ۲۔ شرح غلبۃ الکفر ۳۔

۴۔ حاشیہ شرح غلبہ۔

بے اور مراسیل امام مالک امام شافعی کے ہاں بھی با مشہر بحیثیت میں حضرت شاہ ولی اللہ
فرماتے ہیں۔ قال الشافعی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ مؤطا امام مالک والفقہ اعلیٰ الحدیث
علیٰ ان جمیع ما فیہ صیح علی روائی حالک ومن وافقہ واما علیٰ نای غیرہ فلیس فیہ مؤید
ولا منقطع الا قد اتصل السند بہ من طرق اخری وقد صحت فی زمان مالک مؤدات
فشیخ فی نظریۃ عاد ویشہ وصل منقطعہ مثل کتاب ابن وکیب وابن عیینہ والقرطبی ومعمور۔

احادیث مذکورہ پر اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض ۱۔ پیش روایت تراویح کے ثبوت میں آپ کی مذکورہ روایات میں ابوا
کی روایت بھی ہے اور اس روایت کے ضعف کی دو وجوہ پیش کی جاتی ہیں۔
اولاً۔ "تخریب التہذیب" میں ابوالخلاء کو مجہول لکھا ہے۔

ثانیاً۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوالخلاء کا لفظ ثابت نہیں لہذا یہ حدیث
مستطیع ہے۔

جواب اولاً۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوالخلاء سے ان کے در شاگرد ابو سعید اور عمرو بن
قیس روایت کرتے ہیں۔ اور ابوالخلاء حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس سے روایت کرنے والے
دوہوں وہ مجہول الذات نہیں۔ لہذا ابوالخلاء مجہول نہیں بلکہ مستور ہیں اور مستور کی روایت

کو ایک جماعت قبول کرتی ہے۔ اور عند المجہول بشرط مؤید مقبول ہے۔ یہاں اس کا مؤید
عبدالرحمن سلمیٰ اور شیعین شکل کی روایت مؤید ہے جس کو ہمیشگی نے قوی قرار دیا ہے۔

"وقد صحت حدیثہ و هذا الحدیث وان کانا ضعیفاً لکن یجوز بہ بعدہ طریق
بلکہ کسی حدیث کے متفقہ طریق ہوں اور وہ سب ضعیف ہیں تو وہ بھی معتد طریق کی وجہ

سے درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ مؤید سلمیٰ آق کھلا ضعیفہ فہی بحیثیت ضعیف
ودرجۃ الحسن۔

۱۔ حاشیہ اللہ بالآخر ص ۱۰۰۔ ۲۔ ابحار السن ۳۔

۴۔ ایضاً ص ۱۰۰۔

جواب ثانیاً: دوسرے ائمہ میں کا جواب یہ ہے کہ ابو الحسن و دیگر میں ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں دوسرے حکم بن عتبہ کے شاگرد اور شریک غنی کے اُستاد ہیں بلکہ ابو الحسن و دیگر میں سے پیشہ مذکور کے راوی ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور ابو سعید نقائی و دیگر میں سے اُستاد ہیں۔

بیش رکعت کم تراویح نہ ہونے پر ائمہ اربعہ وغیرہم کا اجماع

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع کی وجہ سے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت سے کم نہیں مثلاً۔
 اقوال:۔ منیٰ کی بفضل عبارت پہلے حدیث بخبرہ اس کے متن میں غور فرمائی ہے جس میں ائمہ اربعہ کا مذہب منقول ہے۔

ثانیاً:۔ السنن عند ابی حنیفہ و الشافعی و احمد و رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم
 عشرون رکعة وحكي عن مالك دحة الله تعالى عليه فان التراويح ليست
 ثلاثون ركعة بل

ثالثاً:۔ واختلفوا في المختار من عدد الركعات التي يقوم بها الناس في
 رمضان فاختلفوا مالك في احدى قوليه والي حنيفة والشافعي واحمد وداود الفقيه
 بعد ثنتين ركعة مسلم بن الحجاج واذكر ابن قاسم عن مالك انه كان يستحسن
 ثنتين وثلاثين ركعة والاقول ثلاث (الح) قوله واذكر ابن قاسم عن مالك
 انه الامور بتقديم

رابعاً:۔ وقد قالت المالكية انها كانت ثوثا وعشرين ثم جعل يسعد
 ثلثين

۱۔ تہذیب التہذیب ۲۔ ۱۔ رحمۃ الائمہ ص ۲۳۰

۳۔ ۱۔ ہدایۃ المبتدع ص ۲۳۰ ۲۔ ۱۔ قسطلانی

خامساً:۔ قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واختلفت اهل العلم
 في ايام رمضان فتروي بعضهم ان يعظموا احدى واربعين ركعة مع الوتر
 وهو قول اهل المدينة و العمل على ما اشد هم به بعد وثقة اكثر اهل
 العلم على ما روي عن علي وعمر وعبد الرحمن من اصحاب النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم عشرون ركعة وهو قول سفیان، شورى وابن مبارک
 و الشافعی و قول الشافعی وهكذا اذ كنت ببغداد فبكت يبطلون عشرون ركعة
 و قال احمد روى في هذا الاثر لم يخلص فيه بشيئا و قال سفيان بن عيينه
 احدى واربعين ركعة عن ما روى عن ابي بن كعب رضي الله تعالى عنه،
 یعنی تراویح کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، اہل مدینہ تراویح بیس رکعات
 مع وتر کے پڑھتے تھے اور یہ بعض اہل علم کی رائے ہے لیکن اکثر اہل علم اس تعداد پر قائم
 ہیں جبکہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے مروی ہے اور وہ بیس رکعت ہے یہی قول سفیان ثوری و عبد اللہ بن مبارک
 اور امام شافعی کا ہے، امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں و اگر کو بیشک رکعت تراویح
 ہی پڑھنے پایا۔

غریبہ بیشک رکعات کی کیفیت غرض حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔
 اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و من بعدہم ائمتہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 وغیرہم کا اجماع ہے کہ بیشک رکعت سے کم تراویح نہیں ہزار ان کے خلاف قول کرنا
 باطل ہے عملاً، اصول نکلتے ہیں، و لائمتہ اذا اختلفوا في صلاة في يوم بعد كان على القول
 كان اجماعاً منهم على ان ما عداها باطل ولا يجوز عن بعدهم اخذت قول آخر

غیر متقلدین سے بیش تراویح کا ثبوت

۱۔ ۱۔ تراویح ص ۲۳۰ ۲۔ ۱۔ تراویح ص ۲۳۰

اولاً :- مولوی میر تقی میر نے ان غیر مقلدین کا ذکر کیا ہے کہ آپس میں اختلاف اور بدست و زبانی اور بد
چیز سے نفرت ہے۔ ۱۔ پہلے یعنی آپس میں نہ کرنا نہیں تو اور کچھ زیادہ سے کوئی چیز نہیں ہے۔
ثانیاً :- نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلدین کے ہیں آپس میں آتی بیڑات حاصل ہوتی
ہم بات شدہ ۲۔ پہلے یعنی آپس میں زیادہ تر اور کچھ پڑھنے والے بھی سنت پر عمل ہے۔

بیزر تھے ہیں کہ ۳۔ اما ان کے ہیں ان اہل علم میں نماز رکعت قرار دوارہ اندوہ ہر
رکعت قرار دے میں مستحسن و مستحب ہیں عدد و صورت ثابت و نقد و لیکن عمل میں ہے است
کہ ہر ایک میں صدق است کہ است صلوٰۃ اللہ جماعتہ استہ فی وہ صلوٰۃ
پس حکم بتدبیر آں چہ معنی ہے یعنی حوالہ علم کی ایک جماعت نے اس نماز کو میں رکعت
قرار دیا ہے اور ہر ایک رکعت میں میں قرأت کو مستحسن رکھا ہے۔ یہ عدد و صورت ثابت
نہیں لیکن ایک عمل چیز ہے جس پر یہ صدق ہے کہ نماز ہے، یہ جماعت ہے، یہ دستان
ہیں ہے۔ ہیں اس کے بدست ہونے کا حکم لگانے کے کیا معنی؟

بیزر تھے ہیں کہ ان صلوٰۃ اللہ جماعتہ با صلوٰۃ جماعتہ استہ فی وہ صلوٰۃ
اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم
تجب علی جماعتہ اند محسوسا و اجبۃ و لم یات تعین بعد فی الروایات البیہ
العرفیۃ و لیکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ رواہ مسلم آن عدد ما کان کثیرا
یعنی نماز تراویح اپنے اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند راتوں میں تراویح پڑھی ہیں۔ پھر اس اندیشہ سے
کہ لوگوں پر واجب نہ ہو جائیں یا عوام انہیں واجب نہ سمجھیں پڑھنا ترک فرما دیا اور روایات
سیدہ و سیدہ میں کسی رستی آعدہ کا تعین نہیں کیا لیکن اس حدیث سے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے :- العرف الجاہلی مستحب :- ۱۔ ویشی السائل مستحب :-

مقلد :- بدو لا بد مستحب :- ۲۔ الاستیفاء و التوبیخ مستحب :-

یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ رواہ مسلم آن عدد ما کان کثیرا
کہ تراویح کا عدد کثیر ہے۔

غیر مقلدین کی جہالت

پاکستان کے غیر مقلدین بہت دور سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے آخر تراویح پڑھی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اٹھ کا ہی حکم دیا تھا۔
جبہ و سنان جو میں تراویح پڑھتے ہیں یا میں سے زائد پڑھتے ہیں اس کا کہیں ثبوت
نہیں ہے۔ حالانکہ نہیں سمجھتے کہ عمل سے ہر چیز کا پتہ چلتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر تراویح پڑھی ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بھی آخر
کاری ہوتا تو حضرات سید پرگرام و تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین اور
علمائے لاحقین کا عمل میں یا میں سے زائد کا نہ ہوتا۔ حالانکہ مشرک و بدوستان میں دوسری
قبل از دو سال تک تمام مساجد شرقی و غربی و شمال میں بیٹن یا میں سے زیادہ
رکعت تراویح ہوتی تھیں، عربین و شیعین میں اب تک میں یا میں سے زیادہ تراویح پڑھتے
چلے آئے ہیں یا اہل حدیث (غیر مقلدین) کے سوائے جبہ و امت گمراہی میں رہی یا بغیر
ثبوت کے ہی بیٹن یا میں سے زائد پڑھتے رہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے زمانہ سے بارہویں صدی تک کسی مسجد میں اگر آخر رکعت تراویح پڑھی گئی ہوں تو اس کا
نجوت پیش کیا جاوے گا۔

غیر مقلدین کا اپنے سلف کی مخالفت کرنا

اس دور کے غیر مقلدین آخر رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب
کرنے میں اپنے سلف کے مخالفت میں ہیں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا نواب صدیق حسن خان صاحب

لے :- غیر المصاریح :-

لے :-

میر ابو الفیہ نور الحسن صاحب دہلوی و حیدرآباد صاحب ، علامہ شہدائے کافی ، علامہ سبکی اور علامہ ابن تیمیہ نے ہماری تشریحات نہیں پڑھی تھی جو قرآن مجید کتاب سے آٹھ رکعت کا ثبوت دیتے ہوئے ہرگز وہ لاف غیور ہو کہ اگر بارہ ماہ کی غلط تہجد بھی کیوں نہ ہو۔

بہر حال یہ لوگ یہ بتائیں کہ ان کو زیادہ علم ہے یا ان کے گزشتہ ہونے پرے پیشواؤں کو لاہور میں غیر مقتدوں کے ایک مدرسہ کا نام ہے ، صاحب شیخ الاسلام ابن تیمیہ ، اب ان لوگوں نے شیخ ابن تیمیہ سے اپنی انتہائی عقیدت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مدرسہ کا نام خزانہ کی نسبت سے رکھ دیا ہے ، علامہ موصوف (ابن تیمیہ) زمان کے اس مدرسہ کے بانی ہیں نہ مستقیم و ناظم اور نہ ہی مدرس پر جامع ابن تیمیہ کا کیا مطلب ہوا؟ یہی مطلب ہوا کہ یہ مدرسہ شیخ ابن تیمیہ کے مسلک و مذہب کی ترویج و اشاعت کرتا ہے ، لیکن ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ وسلم سے تراویح کا کوئی معین مدد مروی نہیں اور جو کوئی یہ کہے کہ حضرت علی علیہ وسلم نے تراویح کی اتنی رکعات پڑھی تھیں یا ان کا حکم دیا تھا یعنی کسی معین تعداد رکعات کا فرقہ غلط کرتا ہے ۔

اب ہم ان لوگوں سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ بتائیں کہ جب تم لوگ شیخ ابن تیمیہ کے مذہب و تحقیق کے خلاف چلتے ہو پھر ان کی طرف اپنے مدرسہ کو منسوب کرنے کے کیا معنی ، اس کا تو بھی مطلب ہوا کہ تم کہتے ہو کہ تراویح کا حکم غلط ہے ۔

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی کسی مسجد کے اندر آٹھ رکعات تراویح کی جماعت ہوئی ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کبھی کسی مسجد میں آٹھ رکعات تراویح کی جماعت ہوئی ہو یا کسی نے نہیں تراویح سے انکار کیا ہو تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے ۔

۷۔ سلف میں سے کس نے آٹھ رکعات تراویح کی جماعت پڑھی اور اس پر انکار نہیں کیا۔

میتاق ۱۔ اسے آٹھ رکعت تراویح کی جماعت کے تہجدیو ایک پڑھی؟ کس نے پڑھی کس نے نہیں پڑھی اور کس شہر میں پڑھی تھی؟

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلیہ السلام و احکم واصلی اللہ تعالیٰ حبیبہ محمد و آلہ اصحابہ اجمعین ، والحمد للہ رب العلمین

غزل قطع بند

انبیا کو بھی اجل آتی ہے
پھر انہی آں کے بعد ان کی جیت
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
اور ان کی روح ہو کتنی ہی لطیف
پاؤں جس خاک پر رکھ دیتا بھی
اُس کی ارواح کو جاؤ بے کج
مگر ایسی کفایت آتی ہے
مگر سب سے بھی جہانی ہے
جسم پر نور بھی روحانی ہے
ان کے اجسام کی کب تانی ہے
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اُس کا ترکہ بے جو فانی ہے

یہ ہیں حتی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی فضا مانی ہے

نہرو دار سُنیکوں هوشیار

آگیا

دوسرا مودودی

آگیا

قادریت کا لباده اوڑھ کر

قرآن کی منہاج کا لیل لگا کر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجلد اول
بسم اللہ

بسم اللہ

سنت و جماعت کا مستند صحیح ترجمہ قرآن اور احکام

کنز الایمان

بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا بے نظیر ترجمہ بے عدیل تفسیر

ترجمہ: امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت

شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ خریدنے وقت کنز الایمان کا نام حضور و یاد رکھیں